Pākistān islāmikus

ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

Volume:06, Issue:04, June, 2026, Pages:15-20 (Monthly)

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

عصر حاضر کے طبی مسائل میں اجتہادی ارتقاء: انتقالِ خون، اعضاء کی پیوند کاری اور ویکسین کے فقہی احکام کا تجزیاتی مطالعہ

EVOLUTION OF IJTIHAD IN CONTEMPORARY MEDICAL ISSUES: AN ANALYTICAL STUDY OF JURISPRUDENTIAL RULINGS ON BLOOD TRANSFUSION, ORGAN TRANSPLANTATION, AND VACCINES

Tehreem Fatima[1], *Dr Ruqia Bano[2]

[1] MPhil Scholar Islamic Studies, The Women University Multan, Punjab, Pakistan.

[2] Lecturer, Department of Islamic Studies, The Women University Multan, Punjab, Pakistan.

HEC "Y" Category

ARTICLE INFO

Article History:

Received: May 27, 2026

Revised: June 19, 2026

Accepted: June 25, 2026

Available Online: June 30, 2026

Keywords:

Contemporary Ijtihād & Islamic Jurisprudence

Maqāṣid al-Sharīʿah

Blood Transfusion & Organ Transplantation

Vaccination

Necessity, Public Interest & Life Preservation

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

ABSTRACT

The rapid advancement of medical science in the contemporary era has introduced a number of complex medical issues for which explicit rulings cannot always be found in the classical corpus of Islamic jurisprudence. Blood transfusion, organ transplantation, and vaccination are among the significant contemporary medical issues that have raised new questions concerning the application and development of Islamic legal reasoning (ijtihad).

*This study, titled "**Evolution of Ijtihad in Contemporary Medical Issues: An Analytical Study of the Juristic Rulings on Blood Transfusion, Organ Transplantation, and Vaccination**" examines these issues from the perspective of Islamic jurisprudence and its underlying principles. The primary objective of the research is to analyze how the principles of Islamic law, particularly the objectives of Shariah (Maqasid al-Shariah), preservation of life (hifz-al-nafs), necessity (darurah), public interest (masalah), removal of hardship (raf al-haraj), and prevention of harm, contribute to determining the legal status of emerging medical practices.*

The study analyzes the juristic dimensions of blood transfusion, including the legal status of blood, human necessity, and the permissibility of transfusion. It further examines organ transplantation in relation to the sanctity of the human body, preservation of life, consent, and public welfare. Similarly, the study explores the juristic status of vaccines with particular reference to their ingredients, issues of purity and impurity, necessity, potential harm, and the protection of individual and public health. The views of contemporary Muslim jurists and major Islamic jurisprudential bodies are comparatively examined in order to identify areas of agreement, disagreement, and the methodological foundations underlying their rulings.

***Corresponding Author's Email: ruqia.6089@wum.edu.pk**

اسلامی شریعت انسانی زندگی کے تمام اہم شعبوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اگرچہ قرآن وسنت میں ہر مسئلے کا نام لے کر حکم بیان نہیں کیا گیا لیکن کچھ اصول وضع کیے گئے ہیں جن کی روشنی میں نئے مسائل کا حکم آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے یہی اجتہاد ہے۔ اجتہاد اسلامی قانون کی ایسی بنیادی خصوصیت ہے جو اسے نئے حالات کے ساتھ تعامل کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔ عصر حاضر میں طبّی سائنس کی تیز رفتار ترقی نے اس ضرورت کو مزید واضح کیا ہے۔ آج علاج کے ایسے طریقے آچکے ہیں جن کا ماضی میں تصور بھی مشکل تھا اس لیے ان جدید طبّی مسائل کے حل کے لیے قدیم فتاویٰ کی ظاہری عبارات پر اکتفا کافی نہیں ہے بلکہ مسئلے کی طبّی حقیقت، نتائج اور انسانی ضرورت کو سمجھنا بھی ضروری ہے اور ان مسائل کو محض حلال و حرام میں دیکھنے کی بجائے اصول فقہ، مقاصد شریعت اور جدید طبّی حقائق کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے۔

اجتہاد کا مفہوم اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے اور عالمگیر بھی ہے یعنی قیامت تک آنے والے ہر مسئلے کا حل ہم اس دین میں پا سکتے ہیں اور مسائل کا کچھ وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے یعنی وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بدلتے رہتے ہیں اور ختم نہیں ہوتے۔ تو اسلام نے انسان کو قرآن وسنت کے دائرہ کار کا پابند رکھتے ہوئے کچھ اصول بتائے ہیں اور جزئیات وفروعات میں حالات کی مناسبت سے قرآن وسنت کی اصولی رہنمائی کی روشنی میں عقل وقیاس کے ساتھ فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اسی اختیار کو شریعت کی اصطلاح میں اجتہاد کہتے ہیں یعنی فقیہ اپنی پوری فکری طاقت کو قرآن وسنت کے نصوص سے شرعی حکم نکالنے میں صرف کردے۔ اجتہاد کی بنیاد قرآن کریم کی اس آیت پر رکھی گئی ہے:

"وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا" [1]

(اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور رستے دکھادیں گے)

یہ آیت عمل اجتہاد کی وضاحت کرتی ہے کہ جو شخص اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ کسی خاص مسئلے یا معاملے میں اللہ کا حکم معلوم کر سکے تو اللہ پاک اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور وہ حکم شرعی دریافت کر لیتا ہے۔ قرآن پاک اور سنت نبوی ﷺ میں انسانی زندگی، صحت، بیماری، علاج اور حفظان صحت سے متعلق متعدد اصول بیان ہوئے ہیں اگرچہ جدید طبّی ٹیکنالوجی کی تمام صورتیں صراحتاً نصوص میں موجود نہیں لیکن شریعت نے ایسے اصول ضرور بتائے ہیں جن کی روشنی میں اجتہاد کر کے نئی صورتوں کے احکام اور نئے مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے۔ اور اجتہاد کا مقصد بھی شریعت کے بنیادی اصولوں سے انحراف کرنا نہیں بلکہ انہی اصولوں کو نئی صورتوں پر منطبق کرنا ہے۔ طبّی مسائل میں اجتہاد کی ضرورت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ ان کا تعلق براہ راست انسانی جسم، زندگی، صحت وموت سے ہوتا ہے۔ ایک فقہی حکم کی بنیاد اس وقت زیادہ مضبوط ہو سکتی ہے جب مجتہد کو اس طبّی عمل کی حقیقت، فوائد، نقصانات اور متبادل طریقوں کا مکمل علم ہو اسی وجہ سے معاصر طبّی فقہ میں طبّی ماہرین سے مشاورت اور سائنسی تحقیقات سے استفادہ ایک اہم ضرورت بن چکا ہے۔

انتقالِ خون

انتقالِ خون سے مراد ایک انسان کے جسم سے حاصل کیے گئے خون یا خون کے کسی جزو کو دوسرے ضرورت مند انسان کے جسم میں منتقل کرنا ہے۔ جدید طب میں خون کی منتقلی مختلف حالات میں کی جاتی ہے جیسے شدید خون بہنے، حادثات، سرجریوں اور خون کی کمی وغیرہ میں۔

قرآن پاک میں خون کو حرام کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَzيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ" [2]

(حرام کیا گیا ہے تم پر مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خون بذات خود ممنوع ہے تو کیا ضرورت کے وقت اسے دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کیا جا سکتا ہے؟ تو یہاں فقہی اصول ”ضرورت“ بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

"فَمَنِ ٱضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِۚ" [3]

یعنی اضطرار کی حالت میں ممنوع چیز سے بقدرِ ضرورت فائدہ اٹھانے کی گنجائش ہے اور حفظِ نفس کا اصول ومقصد بھی یہی کہتا ہے کہ اگر کسی مریض کی زندگی خون کے منتقل کرنے پر منحصر ہو تو خون منتقل کر کے جان کو بچانا چاہیے۔ اس کے علاوہ فقہی قاعدہ بھی ہے:

﴿الضرورات تبيح المحظورات﴾

ضرورتیں بعض ممنوع چیزوں کے استعمال کی اجازت دیتی ہیں اور ضرورت حقیقی، معتبر اور محقق ہونی چاہیے اور ممنوع چیز کا استعمال بھی بقدرِ ضرورت ہونا چاہیے۔

ابتداء میں علماء انتقالِ خون کو ناجائز کہتے تھے لیکن بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی۔

مفتی عبدالرحیم لاجپوری فرماتے ہیں کہ انسان اپنے کسی جزو کا مالک نہیں ہے کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے اس لیے وہ اپنا خون کسی کو نہیں دے سکتا۔

مولانا محمود حسن گنگوہی فرماتے ہیں کہ خون کو بطور دوا استعمال کرنا ناجائز ہے کیونکہ اس میں انسانی جزو سے فائدہ اٹھانا لازم آتا ہے اور جزء انسانی سے فائدہ اٹھانا حرام ہے۔ تو معلوم ہوا کہ محمود حسن کے نزدیک انسانی خون کا استعمال خواہ داخلی ہو یا خارجی ہو حرام ہے اور خواہ انسان کے رشتہ دار کا ہو یا کسی کا بھی ہو۔ [4]

مولانا محمد یوسف جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے بانی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ خون کی منتقلی جائز ہے کیونکہ خون انسان کے اجزاء میں سے تو ہے لیکن مستحکم نہیں ہے اس لیے حیات نہ ہونے کی صورت میں خون پانی بن جاتا ہے اور حمل بھی جب تک خون کی شکل میں ہو تو ضرورت شدیدہ کے وقت اس کو گرایا جا سکتا ہے۔ [5]

انسانی زندگی کے لیے اخلاطِ اربعہ (صفرائی سوائی، بلغم اور خون) اگرچہ معاون ضرور ہیں لیکن یہ اعضاء میں شامل نہیں ہیں جیسا کہ اللہ نے انسان کی تخلیق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انسان کو نطفے سے پیدا کیا پھر اسے خون کا لوتھڑا بنایا پھر گوشت کا ٹکڑا پھر ہڈیاں بنائی ہیں پھر ہڈیوں کے اوپر گوشت اور چمڑا چڑھایا۔ اس ترتیب سے یہ بات واضح ہو گئی ہے

کہ جس طرح نطفہ اور خون میں فرق ہے اسی طرح گوشت اور خون میں فرق ہے اس لیے خون کو ہم اعضاء میں شمار نہیں کر سکتے اور اعضاء کی پیوند کاری والا حکم ہم یہاں نہیں لگا سکتے کہ انسان خون کسی ضرورت مند کو نہیں دے سکتا۔[6]

خون کا عطیہ

خون کا عطیہ کسی دوسرے انسان کی جان بچانے کا ذریعہ بن سکتا ہے اس لیے خون کا عطیہ کرنا درست ہے۔ کیونکہ ہر انسان کے خون میں آدھا لیٹر خون ایسا ہوتا ہے جو اللہ پاک نے ریزرو کے طور پر رکھا ہے جو کسی کی جان بچانے کے لیے دیا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خون دینے والے کی صحت کو نمایاں نقصان نہ پہنچے۔ یعنی اس میں اپنا خون پورا ہو، خون کی کمی نہ ہو اور خون لینے والے کی حقیقی طبّی ضرورت موجود ہو تو اسے انسانی ایثار اور تعاون کے نظریہ سے دیکھا جائے گا۔

قرآن پاک میں ہے:

"وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ"[7]

(اور تم نیکی اور تقویٰ پر مدد کرو)

لہٰذا خون کا عطیہ ایک ایسے انسانی عمل کے طور پر سامنے آتا ہے جس میں جان بچانے، تعاون اور مصلحتِ عامہ کے پہلو پائے جاتے ہیں۔[8]

خون کی خرید و فروخت

خون کی خرید و فروخت کا مسئلہ عطیہ کرنے سے مختلف ہے کیونکہ یہاں انسانی جسم کے اجزاء کی مالی حیثیت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس معاملے میں ایک طرف ضرورت مند مریض کا جان بچانے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف انسانی جسم کو تجارتی شے بنانے کا خدشہ ہے اور یہ سوال فقہی بحث میں اہم بھی ہے کہ کیا مالی معاوضہ خون کے عطیہ کی نوعیت کو تبدیل کر دیتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں انسانی ضرورت، مصلحت، انسانی جسم کی حرمت اور استغلال انسانی جیسے متعدد اصولوں کو سامنے رکھا جائے گا۔ ضرورت کی حد تک قیمت دینے کی اجازت ہے بلا ضرورت خون کی خرید و فروخت سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ:

((إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ))[9]

(نبی ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا ہے)

اعضاء کی پیوند کاری

اعضاء کی پیوند کاری سے مراد کسی انسان کے ناکارہ یا ناقابل استعمال عضو کو دوسرے صحت مند شخص کے عضو سے تبدیل کرنا ہے۔ جدید طب میں گردہ، جگر، قرنیہ اور دوسرے اعضاء کی پیوند کاری نے ہزاروں مریضوں کے علاج کے امکانات پیدا کیے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اعضاء کی پیوند کاری جائز ہے؟ کیونکہ اسلام نے انسان کو عزت و احترام عطا کیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ"[10]

(اور البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے)

اس آیت سے انسانی کرامت کا اصول سامنے آتا ہے اور کسی آدمی کے جسم سے اعضاء نکالنا تو اس کی حرمت کے منافی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر عضو نکالنے سے انسانی جان بچتی ہو اور عطیہ دینے والے کی جان یا بنیادی صحت کو شدید نقصان نہ پہنچتا ہو تو اعضاء کی پیوند کاری کی گنجائش ہے۔

فقہی قاعدہ ہے:

لا ضرر ولا ضرار (نہ خود نقصان اٹھایا جائے اور نہ دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔)

ابتدائی دور میں اعضاء کی پیوند کاری ناجائز تھی جیسا کی مولانا عبد الرحیم لاجپوری فرماتے ہیں کہ انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے اس لیے اس کا اپنے اعضاء کو قیمتاً یا بغیر قیمت کے کسی کو دینا جائز نہیں ہے اسی بناء پر خود کشی بھی حرام ہے کیونکہ کوئی شخص بھی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے۔[11]

مولانا اشرف علی تھانوی بھی فرماتے ہیں کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری جائز نہیں ہے۔[12]

جبکہ جدید فتاویٰ میں انسانی اعضاء کو حاجت کے وقت ضرورتاً دینا جائز ہے جیسا کہ حالت اضطرار میں حرام کھانا جائز ہے۔

دار العلوم دیوبند کے نزدیک حادثے یا بیماری کی وجہ سے اپنا عضو کاٹ کر دوسری جگہ لگانا جائز ہے۔

دار الافتاء مصریہ اور جامعہ ازھر کے علماء بھی اعضاء کی پیوند کاری کو نیکی، ایثار اور ہمدردی قرار دیتے ہوئے جائز کہتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ایثار کی تعریف ہوئی ہے۔

"وَيُؤۡثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٞۚ"[13]

(اور وہ دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں)

خلاصہ یہ ہے کہ ابتدائی علماء نے اعضاء کی پیوند کاری کو ناجائز قرار دیا تھا جبکہ بعد میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی[14]، مولانا شبیر احمد قاسمی اور متعدد عرب علماء اور دار الافتاء کی طرف سے انسانی جان بچانے کی اجازت سامنے آئی ہے۔[15]

پیوند کاری کی اقسام

فقہائے کرام کے ہاں پیوند کاری کی مختلف اقسام ہیں:

غیر حیوانی اجزاء سے پیوند کاری

غیر حیوانی اجزاء کی پیوندکاری جائز ہے جیسے حضرت عرفجہ کی ناک یوم الکلاب میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی جس میں بو پڑ گئی تو آپ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دے دی۔[16]

ماکول اللحم جانوروں کے اجزاء سے پیوندکاری

ایسے جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کی ہڈی سے علاج کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ جانور مذبوح ہو۔[17]

غیر ماکول اللحم کے اعضاء سے پیوندکاری

اضطراری حالت میں خنزیر کے علاوہ باقی تمام غیر ماکول اللحم جانوروں کے اجزاء کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

انسانی اعضاء کی انسان کے جسم میں پیوندکاری

انسانی اعضاء کی پیوندکاری اشد ضرورت کی بناء پر جائز ہے بشرطیکہ دینے والا اپنی مرضی سے دے رہا ہو اور اس کی صحت کو نقصان نہ ہو اور اعضاء کی خرید و فروخت بھی نہ ہو۔

انسانی اعضاء کی پیوندکاری یا عطیہ کی قسمیں

اس کے علاوہ بھی انسانی اعضاء کی پیوندکاری یا عطیہ کرنے کی مختلف قسمیں ہیں.

زندہ شخص کا اپنا عضو عطیہ کرنا

زندہ شخص کا اپنے اعضاء عام طور پر دوسرے کو دینا درست نہیں اور نہ ہی ایسا کیا جاتا ہے سوائے گردہ دینے کے۔

مردہ شخص کا عطیہ کرنا

مردہ شخص دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو دماغی طور پر مردہ ہوں لیکن اسکا دل دھڑک رہا ہو، یہ وہ لوگ ہیں جو دل کی حرکت بند ہو

جانے کے 12 سے 24 گھنٹے تک مکمل وفات پا جاتے ہیں تو دل کی دھڑکن کے بند ہونے سے پہلے ان کے اعضاء کو استعمال کرنا درست ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کا دل دھڑکنا بند ہو چکا ہو، ان کے اعضاء عموماً ناکارہ ہو جاتے ہیں اگر کوشش بھی کی جائے تو 50 فیصد تک قابل استعمال ہوتے ہیں ان کے اعضاء اگر فائدہ مند ہوں تو لینا درست ہے۔

انسانی اعضاء کی خرید و فروخت

انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا مسئلہ پیچیدہ ہے۔ اگر انسانی جسم کو مکمل طور پر تجارتی شئے بنا دیا جائے تو غریب اور کمزور طبقات کے استحصال کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی ایک معاشی طور پر کمزور شخص صرف مالی ضرورت کی وجہ سے اپنا عضو فروخت کرنے پر مجبور ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہاں حفظ نفس کے ساتھ ساتھ حفظ مال، انسانی کرامت اور ضرر سے بچاؤ بھی اہم ہے اور اس تناظر میں عضو عطیہ کرنے اور عضو فروخت کرنے کو ایک ہی حکم کے تحت رکھنا درست نہیں ہوگا۔ یعنی بغیر ضرورت اعضاء کی خرید و فروخت حرام اور ناجائز ہے اور جبکہ ضرورت اور حاجت کے وقت خرید و فروخت جائز ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی تحقیق یہ ہے کہ جن اشیاء سے نجس ہونے کی وجہ سے اور حرمت کی وجہ سے انتفاع نہ ہو سکے اگر وہ قابل انتفاع ہو جائیں تو ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔ جیسے گوبر کی فروخت جائز قرار دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی چیز کی خرید و فروخت اصلاً ممنوع ہو اور وہ کسی نص صریح کے خلاف نہ ہو لیکن انسانی ضرورت اس کے جواز کا تقاضا کرتی ہو تو اس کی بھی بیع جائز ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان دو امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مجبوری میں انسانی اعضاء کی خریداری جائز ہے لیکن فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[18] ابھی تک پاکستان میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔

ویکسین

ویکسین ایک طبّی طریقہ ہے جس کے ذریعے انسانی جسم کو کسی مخصوص متعدی بیماری کے خلاف مدافعت پیدا کرنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ ویکسین کے ذریعے صرف فرد کو ہی نہیں بلکہ بعض اوقات پورے معاشرے کو وبائی بیماری کے پھیلاؤ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لیے ویکسین کا فقہی مسئلہ صرف فرد کے ذاتی اختیار کا نہیں بلکہ اجتماعی مصلحت سے بھی متعلق ہے۔ کچھ ویکسین ایسی ہوتی ہیں جن میں حلال اجزاء شامل ہوتے ہیں اُن کا استعمال جائز ہے جبکہ کچھ ویکسین میں حرام اجزاء شامل ہوتے ہیں ان کا حکم مختلف ہے۔

ویکسین میں حرام اجزاء کا مسئلہ

یہاں تین اہم اصول ہیں:

1. استحالہ
2. استہلاک
3. ضرورت

استحالہ

استحالہ سے مراد کسی چیز کا ایسی بنیادی تبدیلی سے گزرنا ہے کہ اس کی سابقہ حیثیت اور اوصاف باقی نہ رہیں۔

استہلاک

استہلاک سے مراد کسی مادے کا دوسرے مادے میں اس طرح شامل ہو جانا کہ اس کی مستقل حیثیت باقی نہ رہے۔ ایسی چیزوں کی شریعت میں ممانعت ختم ہو جاتی ہے۔

ضرورت

کوئی حلال چیز اس کے متبادل موجود نہ ہو تو ضرورت کے تحت ممنوعہ چیز بھی بطور دوا جائز

ہو جاتی ہے۔[19]

اسلامی شریعت میں بیماری سے بچاؤ اور علاج دونوں کی اہمیت موجود ہے۔ آپ ﷺ نے علاج اختیار کرنے کی اجازت دی ہے اور وبائی امراض کے سلسلے میں بھی ہے اسلامی تعلیمات موجود ہیں جیسا کہ نے طاعون کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(جب تم کسی سرزمین میں طاعون کے بارے میں سنو تو وہاں داخل نہ ہو
اور اگر کسی جگہ پھیل جائے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو)[20]

جدید دور میں ویکسین کو بھی اسی تصور کے تحت دیکھا جاسکتا ہے کہ بیماری کے پھیلاؤ کو روکا جائے اور انسانی جانوں کو محفوظ کیا جائے۔ فقہی قاعدہ ہے:

الضرر یزال (نقصان کو دور کیا جائے)۔

قرآن پاک میں ہے:

(فَمَنِ ٱضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ)[21]

لہٰذا معلوم ہوا حالت اضطرار میں جان بچانے کی خاطر حرام کا استعمال جائز ہے۔ لہٰذا ویکسین لگوانا جائز ہے اور یہ توکل علی اللہ کے منافی بھی نہیں ہے کیونکہ توکل نام ہی اس چیز کا ہے کہ پہلے تدبیر اختیار کرو یا محنت کرو پھر نتائج اللہ پر چھوڑ دو۔

اس کے علاوہ ویکسین حفظِ نسل کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ بچوں کو بچپن میں حفاظتی ٹیکے لگوانا ان کی آنے والی زندگی کو معذوری اور بیماریوں سے بچاتا ہے جس سے انسانی نسل پروان چڑھتی ہے۔[22]

قاعدہ ہے:

﴿الاصل في الاشياء الاباحة﴾

(چیزوں میں اصل اباحت/جواز ہے۔)

یعنی جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کی دلیل نہ ہو تو وہ حلال اور جائز ہوتی ہے۔ اور ویکسین چونکہ فائدہ مند طبی ایجاد ہے اس لیے یہ بنیادی طور پر جائز ہے۔[23]

عالمگیر اسلامک فقہ اکیڈمی (IIFA) کے 1992ء کے تاریخی فیصلے کے مطابق اگر حکومت یا ریاست عوام کے فائدے اور وبا کے خاتمے کے لیے ویکسینیشن کو لازمی قرار دے تو شہریوں کے لیے حکومتی احکامات کی پیروی کرنا واجب ہو جاتا ہے تاکہ معاشرے کو بڑی تباہی سے بچایا جاسکے۔

دار العلوم دیوبند (انڈیا) کے مطابق اگر کسی ویکسین کی تیاری کے مراحل میں غیر حلال چیز بھی استعمال ہوئی ہے تب بھی شدید طبی ضرورت، جان بچانے کی مجبوری کے وقت اس کا استعمال شرعاً جائز ہے۔[24]

روزے کی حالت میں ویکسین لگوانے کا حکم

روزے کی حالت میں سعودی عرب اور برصغیر کے مفتیان کے مطابق ویکسین لگوانا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ چونکہ یہ گوشت اور رگ میں لگایا جاتا ہے یہ براہ راست معدے اور دماغ کے قدرتی راستوں تک نہیں پہنچتا اس لیے اس سے روزے کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خلاصہ بحث

موجودہ دور میں طب اور طبّی سائنس نے غیر معمولی ترقی کی ہے نئی بیماریوں، جدید علاج، اعضاء کی پیوندکاری، انتقال خون، بالوں کی پیوندکاری، ویکسین، ادویات میں حرام اجزاء کا استعمال، کلوننگ، پلاسٹک سرجری، ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور دیگر طبّی طریقہ ہائے علاج نے فقہ اسلامی کے سامنے ایسے متعدد مسائل پیدا کیے ہیں جن کی نظیر سابقہ فقہی کتب میں براہ راست نہیں ملتی۔ ان مسائل کے شرعی احکام متعین کرنے کے لیے اجتہاد کی ضرورت پہلے کے مقابلے میں زیادہ محسوس ہوتی ہے اور ابتدائی دور میں بعض جدید طبّی مسائل کے بارے میں فقہاء نے احتیاط اور عدم جواز کا موقف اختیار کیا تاہم بعد میں طبّی معلومات، سائنسی تحقیق، انسانی ضرورت اور حفظِ نفس جیسے شرعی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے بعض مسائل میں جواز کی گنجائش پیدا ہوئی خصوصاً انتقالِ خون اور اعضاء کی پیوندکاری کے مسائل میں یہ اجتہادی ارتقاء نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ اسی طرح طبّی ضرورت، پیدائشی یا حادثاتی نقص کی اصلاح کے لیے سرجری کو مختلف شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے اور صرف حسن میں اضافے یا عمر چھپانے کے لیے جراحی کو الگ حکم دیا گیا ہے۔

نتائج تحقیق

- اسلامی فقہ جدید طبّی مسائل کے حل کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں اجتہادی اور اصولی نظام موجود ہے۔
- انتقال خون، اعضاء کی پیوندکاری اور ویکسین جیسے مسائل میں "حفظِ نفس" بنیادی فقہی مقصد کے طور پر سامنے آتا ہے۔
- جدید طبّی مسائل میں صرف ایک فقہی قاعدے کو استعمال کرنے کی بجائے متعدد اصولوں کو اکٹھے مربوط کرنا ضروری ہے۔
- ضرورت و اضطرار جدید طبّی فقہ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور ان کا استعمال حدود و شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے۔
- اعضاء کی پیوندکاری میں انسانی حرمت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔
- ویکسین کے مسئلے میں فرد کے ذاتی اختیار کے ساتھ مصلحتِ عامہ اور متعدی بیماریوں کے سدباب کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
- مشاورت کی اہمیت بھی پہلے سے بڑھ گئی ہے۔
- جدید طبّی مسائل کے حل کے لیے اجتماعی اجتہاد زیادہ موثر ہے۔
- فقہی حکم کے لیے طبّی حقیقت کا درست تعین بنیادی شرط ہے۔

- خون کی منتقلی میں احتیاط ضروری ہے تاکہ مریض کو کوئی نقصان یا انفیکشن نہ ہو۔
- مردہ شخص کے اعضاء ضرورت علاج کے لیے منتقل کیے جا سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اعضاء قابل انتفاع ہوں اور لینے کی اجازت بھی ہو۔
- حلال جانوروں کے اعضاء سے پیوند کاری کی گنجائش ہے۔
- ویکسین بیماریوں سے بچاؤ کا موثر ذریعہ ہے۔
- ضرورت اور انسانی جان کے تحفظ کے لیے حرام اجزاء سے بنی ہوئی ویکسین لگوانا بھی جائز ہے شرط یہ ہے کہ اس کا کوئی حلال متبادل موجود نہ ہو۔

سفارشات و تجاویز

مقالہ ہذا کی روشنی میں طب سے متعلق عصری مسائل کا حکم جاننے کے لیے یہ سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1. جدید طبّی مسائل کے حل کے لیے فقہاء، علماء اور ماہرین طب کے درمیان علمی تعاون کو فروغ دیا جائے تاکہ شرعی اور طبّی دونوں پہلوؤں کو اکٹھا کر کے متوازن فتاویٰ نکالے جا سکیں۔
2. دینی مدارس میں بھی فقہ بی طبّی کو بطور نصاب شامل کیا جائے تاکہ جدید طبّی مسائل کو بہتر انداز میں سمجھ کر علماء اس کا بہتر حل نکال سکیں۔
3. عصری طبّی مسائل پر اجتماعی اجتہاد کے اداروں کو مزید متحرک کیا جائے تاکہ وہ نئے طبّی مسائل کا فوراً حل نکال سکیں۔
4. جدید طبّی مسائل کے حل کے لیے بین الاقوامی فقہی اکیڈمیوں کے فیصلوں کو مد نظر رکھنا چاہیے تاکہ امت میں اعتدال پیدا ہو اور وہ منتشر نہ رہے۔
5. جدید طبّی مسائل میں فتویٰ دیتے وقت صرف قدیم فتاویٰ اور فقہی جزئیات کو مد نظر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ جدید سائنسی اور طبّی تحقیقات کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے۔
6. مدارس میں ایسے علماء تیار کیے جائیں جو طب اور فقہ دونوں سے واقفیت رکھتے ہوں تاکہ طب سے متعلق عصری مسائل کا بہتر حل نکل سکے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1]Al-Qur'ān, 29:69

[2]Al-Qur'ān, 05:03

[3]Al-Qur'ān, 02:173

[4]Maḥmūd Ḥasan Gangohī, Fatāwā Maḥmūdiyyah, Bāb Aʿẓāʾ-e-Insānī aur Un kī Kharīd-o-Farokht, Jild 27, Ṣafḥah 321

[5]Muḥammad Yūsuf, Maulānā, Dār al-Iftāʾ, Jāmiʿat al-ʿUlūm al-Islāmiyyah, Karāchī, March 2018

[6]Shabbīr Aḥmad Qāsmī, Maulānā, Fatāwā Qāsmiyyah, Maktabah Ashrafiyyah Deoband Sahāranpūr, Hind, 1437H, Jild 23, Ṣafḥah 248

[7]Al-Qur'ān, 05:02

[8]Fakhr al-Dīn Rāzī, Imām, Fatāwā Qāḍī Khān, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Bayrūt, 2009, Jild 1, Ṣafḥah 365

[9]Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār al-Salām Publishers, Lāhore, Kitāb al-Ṭibb, Ḥadīth Number 5728

[10]Al-Qur'ān, 17:70

[11]Sayyid ʿAbd al-Raḥīm Lājpūrī, Fatāwā Raḥīmiyyah, Dār al-Ishāʿat, Urdu Bāzār, Karāchī, 2009, Jild 10, Ṣafḥah 170

[12]Ashraf ʿAlī Thānvī, Imdād al-Fatāwā, Maktabah Dār al-ʿUlūm Karāchī, 2010, Jild 4, Ṣafḥah 205

[13]Al-Qur'ān, 59:09

[14]Khālid Sayfullāh Raḥmānī, Maulānā, Kitāb al-Fatāwā, Zam Zam Publishers, Karāchī, 2007, Jild 6, Ṣafḥah 214

[15]International Islamic Fiqh (OIC), Jeddah, Munʿaqidah February 1988, Qarār Dād Number 26 (1/4)

[16] World Health Organization. (2025).

[17]Samīʿ al-Ḥaq, Maulānā, Dār al-ʿUlūm Ḥaqqāniyyah, Akora Khaṭṭak, 2013

[18]Maulānā Khālid Sayfullāh Raḥmānī, Jadīd Fiqhī Masāʾil, Zam Zam Publishers, Karāchī, 2022, Jild 5, Ṣafḥah 57–59

[19]*Islamic and Western ethical perspectives on vaccination* (2024, December 3).

[20]Tirmidhī, ʿĪsā ibn Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawrah Tirmidhī, Jāmiʿ Tirmidhī, Maktabah Dār al-Taʾṣīl, 2018, Kitāb al-Libās, Ḥadīth Number 1770

[21]Al-Qur'ān, 02:173

[22]*Vaccination: Influencing factors and view from an Islamic perspective* (2004).

[23]*Legality of immunization in Islamic law* (2022, March 31).

[24]*Shariah perspective of COVID-19 vaccine* (2021, December 20).